شہید بنت الہدیٰ کا جہاد

امامیہ آرگنائزیشن پاکستان
شعبۂ خواتین

سیّدہ آمنہ بنت الہدیٰ ۱۳۵۷ھ ق مطابق ۱۹۳۷ء کو پیدا ہوئیں۔ حجۃ الاسلام سیّد حیدر صدر اعلی اللہ مقامہ آپ کے والد گرامی تھے اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت آیت اللہ شیخ مرتضیٰ آلِ یٰسین کی ہمشیرہ تھیں۔ حضرت آیت اللہ سیّد اسمٰعیل صدر اور حضرت آیت اللہ سیّد محمد باقر الصدر شہید آپ کے بھائی تھے سیّدہ عالمہ، فاضلہ، مجاہدہ شہیدہ نے ایک علمی خانوادہ میں آنکھ کھولی۔ رسولِ اکرمؐ کی والدۂ گرامی قدر کے نام کی مطابقت سے آپ کا نام "آمنہ صدر" رکھا گیا۔ یہ مظلومہ اپنی ولادت کے دو سال بعد ہی شفقتِ پدری سے محروم ہوگئیں۔

آپ نے اپنے بڑے بھائی آیت اللہ سید اسماعیل صدر سے تربیت حاصل کرنا شروع کی اور جب مزید حصول تعلیم کے لئے بھائی عازم حوزۂ علمیہ نجفِ اشرف ہوئے تو آپ گیارہ سال کی عمر میں تحصیل علمِ دین کا جذبہ لئے اپنے بھائیوں کے ساتھ نجفِ اشرف تشریف لے گئیں. مقدمات پڑھنے کے بعد علم صرف، نحو، اصولِ فقہ، علمِ حدیث اور سیرتِ انبیاءؑ و ائمہؑ کا مطالعہ شروع کیا. اس کے بعد مرحلۂ جدیدہ میں آپ نے سوشیالوجی اور اجتماعی مسائل بالخصوص عراقی عورتوں کی مشکلات کا بڑا دلچسپی سے جائزہ لیا اور مشرق و مغرب کے کفر والحاد کے طوفان سے ملتِ مسلمہ کی عورتوں کو بچانے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا. مجاہدہ سیدہ نے اِس طوفان کا رُخ موڑنے کے لئے بغداد اور کاظمین میں مسلمان بچیوں کے لئے دینی مدرسہ "مدارس الزہرا" کے نام سے قائم کیا. آپ نے علمی و اخلاقی اور اسلامی مطالب کو ناولانہ اور شاعرانہ انداز میں پیش کرکے بڑی ملکی لیکن دین سے دور خواتین کو دین کی طرف متوجہ کیا اور ہزاروں مسلمان عورتوں کی نجات کا سامان مہیا فرمایا. آپ کی چند ایک تالیف یہ ہیں.

(۱) الفضیلۃ تنتصر (۲) الباحثۃ عن الحقیقۃ (۳) صراع (۴) لقاء فی المستشفیٰ (۵) امرأتان و رجل

(۶) الغالتۃ الصائعہ (۷) مذاکرات الحج

(۸) لیتنی کنت اعلم -

اس قلمی جہاد کے علاوہ میدانِ عمل میں عصرِ جدید کی زینت بن کر اپنے بھائی شہید سید محمد باقر الصدر کے ہمراہ قدم سے قدم ملا کر جو جہاد کیا وہ بالآخر ان دونوں بہن بھائیوں کی دلیرانہ شہادت پر منتج ہوا۔ یہ ۱۶ ار رجب المرجب ۱۳۹۹ھ کی صبح تھی جب کہ ابھی نجف کے لوگ اپنے اپنے بستروں پر محوِ خواب تھے کہ صدام یزید کا نمائندہ ابو سعید ملعون اپنے غنڈوں کے ساتھ آیت اللہ العظمیٰ سید محمد باقر الصدر مرحوم کو گرفتار کرنے آپ کے دولت کدہ پر آیا۔ شہید صدر پوری شجاعت کے ساتھ باہر نکلے اور اس ملعون سے اس غیر وقت آنے کا مقصد پوچھا۔ ابو سعیدِ لعین شہید صدر کے رعب و دبدبہ سے کانپتے ہوئے آپ کو آپ کی گرفتاری سے آگاہ کر ہی رہا تھا کہ شہید کی یہ مجاہدہ بہن دروازے کے پیچھے کھڑے ہو کر یہ گفتگو سن رہی تھیں۔ آپ نے اپنی جدِ معظمہ جناب زینب صلوات اللہ علیہا کی طرح پورے جوش و جذبے سے اس ملعون کو مخاطب کر کے کہا کہ:

"اے ابو سعید! آیا اتنے سویرے آکر تو یہ گمان کرتا ہے کہ نجف کے لوگ سو رہے ہیں؟"

اس کے بعد بھائیؒ کے اصرار کے باوجود ان بعثی ظالموں کی گاڑی تک اپنے بھائیؒ کے ساتھ گئیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد سیدھا حرم مطہر حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کا رخ کیا اور راستے میں نجف اشرف کے بازار سے گزرتے ہوئے دشمن کے کلیجے ہلا دینے والی "اللہ اکبر" کی آواز سے فریاد کرنا شروع کی کہ:

"ملّے نجف کے لوگو۔! کہاں ہو ؟ کھڑے ہو جاؤ
اے فرزندانِ علیؑ ! اے فرزندانِ اسلام!
تم کہاں ہو۔؟ تمہارے مرجع ظالموں کے ہاتھوں
گرفتار ہو گئے، سید باقر صدر گرفتار ہو گئے"

نتیجتاً دوسرے دن تمام بازار اور دکانیں عام ہڑتال کی وجہ سے بند ہو گئیں۔ ہر چھوٹا بڑا، مرد، عورتیں بازاروں میں نکل آئے اور بڑے بڑے مظاہرے شروع ہو گئے اور سید صدر کی رہائی کا مطالبہ کرنے لگے۔ یہ ہنگامے اور ہڑتالیں عراق کے دوسرے شہروں میں شروع ہو گئیں۔ جس کی وجہ سے بعثی ملعون شہید صدر کو آزاد کرنے پر مجبور ہو گئے۔

لیکن ۲۰ جمادی الاوّل سنہ ۱۴۰۰ھ ق کو بعثی ملعونوں نے پھر دونوں بہن بھائیوں کو گرفتار کر لیا۔ قید خانے میں بھی سیدہ شہیدہ بنت الہدیٰ نے قیدیوں کو تعلیماتِ اسلام سے روشناس کرانا شروع کر دیا۔ جو ان بعثی ملعونوں کو گوارا نہ ہو سکا اور دستِ استعمار نے

دونوں بہن بھائیوں کو شہید کر دیا۔ خدا ان عاشقانِ پاک طینت پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔

ذیل میں ہم سیدۂ اُم حیدر القبانچی کا اِس عظیم مجاہدہ کے تعارف پر مبنی ایک مضمون قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

(مؤسسۂ شہید سید محمد باقر الصدر)

شہیدہ بنت الہدیٰ کا جہاد

از سیدہ اُم حیدر القبانچی

نیک مومنات کی اِس پیشوا اور علوی خاندان کی اِس قابل مجاہدہ سے میرا ابتدائی تعارف اُس وقت ہوا جب وہ لڑکیوں کے لئے دینی مدرسوں کا انتظام کر رہی تھیں اور سنگِ بنیاد رکھ رہی تھیں۔ اسلام جیسے عظیم دین کی بنیادی باتوں اور اُس کے اَقدار سے قوم کو آشنا کرانے اور تربیت دینے کے لئے اُن کی بھرپور مستعدی اور پیہم کوشش نے مجھے بہت متاثر کیا تھا۔ میں اس مجاہد سیدانی سے ملاقات کی بہت خواہشمند تھی۔ اور یہ ملاقات مجھے اِس طرح نصیب ہوئی کہ ۱۹۶۷ء میں میرے شوہر نے اِس سلسلے میں ایک پڑوسی کی ہمت افزائی کی۔ اِس شہید سیدانی کو بھی اس ملاقات کا اُسی طرح انتظار تھا جس طرح مجھے انتظار تھا۔ اصل میں ہم دونوں کے خاندانوں میں تعلقات پہلے سے

موجود تھے۔ میرے بھائی شہید سید عز الدین، شہید باقر الصدر کے شاگرد تھے، اور میرے ماموں شہید سید عماد الدین کے اُن سے تعلقات استوار تھے بنت الہدیٰ رضوان اللہ علیہا بہت کھلے دل اور گرمجوشی سے ملیں۔ ملاقات کے اُس پہلے لمحے سے میں اس عظیم خاتون کی ماتا کی قائل ہو گئی۔ جو بھی اُن سے ملاقات کرتا تھا وہ اسی طرح مہربانی اور خلوص سے ملتی تھیں۔

ہمارے گھرانے کے تعلقات، نجف کے مختلف علمی گھرانوں سے بہت گہرے اور مضبوط تھے، لیکن اِن گھرانوں میں ہمیں اُن کی جیسی کوئی ممتاز خاتون نظر نہیں آئی۔ بنت الہدیٰ بہت اعلیٰ محمدیؐ اخلاق کی حامل تھیں اور ہمیشہ مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اُن کے دل میں اسلام کا درد تھا۔ حدیث نبویؐ ہے کہ:

(تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیّت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔) اُن کا طریقۂ کار اِس حدیث کے بالکل مطابق تھا۔ خاص طور پر عورتوں کے لئے وہ بہت اہتمام کرتی تھیں۔ اِس سلسلے میں اُنھوں نے بہت جذبے کے ساتھ بڑے بڑے کام کئے۔ عورتوں کے جو بھی وفد اُن کے پاس آتے تھے وہ اُن سے بہت کھلے دل کے ساتھ اور بڑی خوشی سے ملتی تھیں۔ وہ عورتوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتی تھیں۔ ایک مہربان ماں کی طرح وہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتی تھیں۔ اپنے جد رسولؐ اللہ کے اُسوۂ حسنہ

اور عظیم اخلاق کی پیروی کرتی تھیں۔ ہمیشہ اپنے جد کی اُمت کے لئے اہتمام کرتی تھیں اور سب کے لئے زندگی گزارتی تھیں۔ اللہ کی کتاب میں رسول اللہ کی شان اسطرح بیان ہوئی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

(اے لوگو! میں تم سب کے لئے تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہوں)

سورۂ اعراف: آیت نمبر ۱۵۸)

اِس شہیدِ جاوید خاتون کے کارنامے بہت ہیں۔ ہم تو اُن کی شاگردوں کی طرح اُن سے تربیت حاصل کرتی تھیں۔ ہم کو اُن کی تمام خدمات کا علم نہیں ہے۔ البتہ اُن کے اہم اہم کام جو ہمیں معلوم ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ نجفِ اشرف اور کاظمین شریفین میں لڑکیوں کے لئے دینی مدرسوں کا انتظام کیا۔

۲۔ ان مدرسوں میں تعلیم کے لئے عملے اور نصاب کا انتظام۔ وہ خود اُستانیوں سے ملتی تھیں۔ اُن کی دینی معلومات میں اضافہ کرتی تھیں اور اُن کے ذریعے اُن شاگرد لڑکیوں کی تربیت کا انتظام کرتی تھیں جو اُن کے پاس امانت کے طور پر ہوتی تھیں۔

۳۔ اپنے بھائی شہید باقر الصدر کے گھر میں بدھ کے دن عورتوں کو کتاب "شرائع الاسلام" کا درس دیتی تھیں جس میں تقریباً پچاس عورتیں آتی تھیں۔

۴۔ بامقصد اور مفید مذہبی کہانیاں لکھتی تھیں۔ یہ بھی ایک ایسا

کام تھا کہ فانی دنیا سے چلے جاتے کے بعد بھی جس کا ثواب ملتا رہتا ہے۔
عورتوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں اِس عظیم خاتون کے ان کارناموں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو ہم کو اِس بات کا راز معلوم ہوتا ہے کہ عراق کے ظالم اور جاہل اقتدار نے اِس معظّمہ کو اُس کے بھائی سمیت کیوں قتل کیا؟ ظالموں نے اپنے اس عمل سے ظاہر کر دیا کہ وہ خود کمزور ہیں۔ کیونکہ ہمارے امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: (کمزور ہی ظلم کرنے کا محتاج ہوتا ہے) انھوں نے ظاہر کر دیا کہ ظالموں سے لڑنے والی اُس مومن مجاہدہ سے وہ خوف کھاتے ہیں، جو اپنے دین اور اپنے جد کی اُمّت کے لئے مفید کام کرتی ہے۔ اس سیّدانی کی بہادری اور جرأت سے ہم سب واقف ہیں۔ جب اِن کے بھائی اور عراق کے رہبر اور مجتہد، (سیّد باقر الصدر) کو قید کیا گیا تو اس خاتون نے نعرہ بلند کیا کہ:
(بڑا ظلم ہے، بڑا ظلم ہے، تمہارا مرجع مجتہد قید کر دیا گیا) وہ امیر المومنینؑ کی قبر پر گئیں۔ وہ لوگوں کو تحریک دلا رہی تھیں اور اُنھیں ظالموں کے خلاف بھڑکا رہی تھیں۔ اُن کے اِن کاموں کی وجہ سے اتنا بڑا ہیجان انگیز اور پُرسوز جلوس نجف میں نکلا کہ جس کے نتیجے میں اُسی دن شہید باقر الصدر کو آزاد کر دیا گیا۔ البتہ ظالم اِس سیّدانی سے ڈر گئے، اُنھوں نے اُسے قید اور پھر قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اُنھوں نے اس سیّدانی کی موثر تحریک سے نجات حاصل کرنا چاہی تاکہ یہ بی بی زینبؑ کی طرح کام نہ کر پائے اور

تاکہ یہ اپنے زمانے کے ظالموں پر زبان کی تلوار سے حملہ نہ کرے۔ ابوعبداللہ امام حسینؑ نے تلوار سے جنگ لڑی تھی اور اُن کی بہن زینبؑ نے زبان کی قوت استعمال کی تھی اور شکست کو فتح میں تبدیل کر دیا تھا۔

اِس عظیم خاتون کی ایک شاگرد کی حیثیت سے میرے ذہن میں اِن کی بعض یادداشتیں محفوظ ہیں۔ ایک دن اُن کو کاظمین میں موجود لڑکیوں کے مدرسوں کے معائنے کے لئے وہاں جانا ضروری تھا۔ رات کا وقت تھا۔ موسم خراب تھا۔ بارش ہو رہی تھی، تیز ہوائیں چل رہی تھیں، بجلی کے تار کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ اور ایسے میں اِن کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ نہ تو کوئی مرد اِن کے ساتھ تھا اور نہ کوئی عورت اُن کے ہمراہ تھی۔ پھر بھی اُنھوں نے اللہ پر بھروسہ کیا اور رات کو گیارہ بجے تنہا نجف سے کاظمین پہنچ گئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کا عزم کتنا قوی تھا، قوم کی تعلیم و تربیت کے لئے وہ کتنا اہتمام کرتی تھیں۔ کام کرنے کا کتنا خلوص تھا، اور ذمہ داری کا کتنا زیادہ احساس تھا۔ اُن کا ایک قصیدہ ہمیں یہاں یاد آتا ہے جو اُن کی شخصیت کا آئینہ ہے۔ وہ فرماتی ہیں: (نثر میں ترجمہ)

"اگرچہ رکاوٹیں راستے میں بڑھ کر میرے قدم روکنے کی کوشش کریں، اگرچہ دنیا میرے عزم کو توڑنے کی فکر کرے، اگرچہ بہت بے وفا زمانہ مجھ پر تیروں کی بارش کر دے، اگرچہ کئی برتنوں میں میرے لئے

تکلیفوں اور غموں کے پتھر بھر کر رکھ دیئے جائیں، اور اگرچہ میرے دونوں پیروں سے خون بہنے لگے، پھر بھی یہ سب چیزیں ہرگز مجھے میرے ارادے اور منزل سے روگردان نہیں کر سکتیں۔ ہرگز نہیں، میں ہرگز جہاد کو ترک نہیں کروں گی۔ میرا مقصد بہت اعلیٰ اور بلند ہے۔

"میں جانتی ہوں کہ حق کے دروازے پر کثرت سے کانٹے جمع ہو گئے ہیں۔ پھول کی مہک ہر طرف پھیلنا بند ہو گئی ہے۔ لیکن میں نے اپنے بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ البتہ لشکروں کے مقابلے میں مجاہد تنہا ہے، پھر بھی اللہ کی مدد اپنے ہی لشکر کے لئے ہوتی چاہے وہ بہت مختصر ہو۔ حق ہمیشہ باقی رہنے والا ہوتا ہے۔ اور حق سے جو بھی دشمنی کرتا ہے، وہ فنا ہو جاتا ہے۔ میں اسلام کے نام پر راستہ طے کروں گی۔ اور باطل کی ہر قوت کا پرزہ پرزہ اڑا دوں گی۔

"اے میرے اسلام، تو ہی میرا محبوب ہے۔ تیری خاطر ہر مشکل آسان ہے۔ تیرے عظیم پیغام کی وجہ سے زمانے کی کڑواہٹ مٹھاس معلوم ہوتی ہے۔ دنیا میں تیرے نام کسی اور چیز کو فوقیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ حق ہمیشہ بلند رہتا ہے۔ دنیا تیرے بنیادی احکام اپنا رہی ہے اور یہی انصاف کا تقاضا ہے۔ اللہ لشکرِ حق کی مدد کرے گا۔ اللہ ہمیشہ برقرار رہے گا، اور اس کا ہر دشمن ناکارہ ہو جائے گا۔ میں ہمیشہ تیرے نام کا گیت گنگناؤں گی، کبھی تجھے نہیں بھولوں گی، اور کبھی تجھ

سے غافل نہیں رہوں گی۔

یہ شہیدہ سیدانی عمر بھر اسلام کے نام کا گیت گنگناتی رہی۔ زور وشور اور حکمت وتدبیر کے ساتھ لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرتی رہی۔ دشوار راستوں میں اُس کا عزم نہیں ٹوٹا۔ اکثر لوگ راستے کی سختی سے گھبراجاتے ہیں، مگر یہ مجاہد عورت حقیقی تبلیغ کرنے والی اور راہ حق میں قدم اٹھانے والی عورتوں کی رہبر تھی۔

اُن کی ایک یادداشت میں نے خود اُن سے سُنی۔ جب وہ بارہ سال کی تھیں تو اُنھیں ایک شادی میں شرکت کی دعوت ملی۔ اس عمر کی ہر بچّی کو ایسی تقریبات میں شرکت کا شوق ہوتا ہے۔ لیکن اُنھوں نے جب اپنے جوتوں کو دیکھا تو وہ پھٹے ہوئے تھے۔ ایسے جوتے پہن کر شادی میں جانا اچھا نہیں تھا۔ اُن کے پاس ایک صندوقچہ تھا جس میں وہ تھوڑا تھوڑا کرکے پیسہ جمع کرتی تھیں تاکہ ہر مہینے کے آخر میں اس سے کوئی کتاب خریدلیں۔ اُنھوں نے اس پیسے کو کبھی کسی اور مقصد کے لئے استعمال نہیں کیا۔ اُنھوں نے اس پیسے سے جوتے خریدنے کی بجائے کتاب خریدنے کو ترجیح دی۔ وہ شادی میں نہیں گئیں۔ یہاں سے اُن کی شخصیت کا پتہ لگتا ہے۔ اُن کا وجود ہم کو خیر او ربرکت کا راستہ بتاتا ہے۔

جب ۱۹۷۳ء میں علامہ شہید شیخ عارف حج کے لئے گئے

تھے تو اُسی سال ہم بھی محترمہ بنت الہدیٰ کے ساتھ حج پر گئے۔ اُن کے ساتھ چھ عورتیں تھیں۔ وہ ہماری ذمہ دار اور سربراہ تھیں۔ میں بیمار تھی اور مجھے بخار تھا۔ جب ہمارا طیارہ بلند ہوا تو وہ میرے برابر میں بیٹھی تھیں۔ انھوں نے کہا: "دیکھو ہم بادل کے اُوپر پہنچ گئے ہیں۔ سُورج اور اُس کے خالق کی عظمت کی طرف نظر کرو۔" جب جہاز اُترا تو جہاز کے عملے نے ہر ایک کی تصویر کھینچنی چاہی۔ ہم سے کہا گیا کہ ہم مقنعے مُنہ پر سے ہٹا دیں۔ تو اُنھوں نے کہا: "تصویریں کھنچوانے کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری تصویر بنائی ہے اور بہت اچھی بنائی ہے۔" جب ہم شہر میں پہنچے تو دیکھا کہ لوگ شاپنگ کے لئے بازاروں کی طرف لپکے چلے جا رہے ہیں۔ لیکن محترمہ بنت الہدیٰ نے اس کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ اُنھوں نے بس دُعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ ظہر کے وقت ہمارے لئے نمازِ جماعت کی امامت کی۔ اعمال انجام دیئے۔ ہم نے اُن کے ساتھ مستحب اعمال کئے۔ راستے بھر ہم لبیک لبیک اللہم لبیک۔ پڑھتے رہے، اور آخر کار مکہ پہنچ گئے۔

جب ہم مقدس دیار سے واپس آرہے تھے تو تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ ہوا چلنے کی آواز آرہی تھی اور تاریکی چھاگئی تھی۔ تقریباً دس منٹ تک ایسی ہوا چلتی رہی۔ لوگ اس دوران تلبیہ پڑھ رہے تھے اور اللہ سے دُعائیں مانگ رہے تھے کہ وہ اُنھیں اس تیز ہوا سے نجات دے میں شہید بنت الہدیٰ کے پاس بیٹھی تھی۔ میں نے اُنھیں یہ کہتے سُنا:

"اس وقت انسان کے پاس لاکھوں درہم بھی ہوں تو بھی وہ مال اُسے ایسے موسم سے نجات نہیں دلا سکتا۔ ہم آسمانوں اور زمین کے صاحبِ اقتدار کے حضور میں حاضر ہیں"۔ وہ ہر وقت اللہ کا ذکر کر رہی تھیں۔

ہماری یہ محترم اُستانی ہمیں ہمیشہ اسلام پر عمل کرنے کی نصیحت کرتی تھیں۔ وہ اپنی شاگردوں اور ملنے والیوں سے کہا کرتی تھیں کہ وہ دین کی تبلیغ پر زور دیں۔ یہ کام صرف اُن کی ذات پر منحصر نہیں ہے۔ مجھے یاد ہے کہ محرم الحرام کا مہینہ تھا۔ اُن کے کہنے کے مطابق ہم نے امام حسینؑ کی مجلسِ عزا کا اپنے گھر میں اہتمام کیا تھا۔ اپنی کثیر ذمہ داریوں کے باوجود اُنھوں نے تبلیغ اور نصیحت کے لئے مجلس میں شرکت کی کئی سال تک یہ سالانہ مجلس منعقد ہوتی رہی اور وہ تشریف لاتی رہیں۔

بنتُ الہدیٰ نیک اور باعمل مومنات کے لئے مثالی نمونہ تھیں۔ وہ جو خدا کی راہ پر چلتی بھی ہیں اور دوسروں کو اس راہ پر چلانے کی مناسب طریقوں سے کوشش بھی کرتی ہیں۔ وہ ہر اعتبار سے ہماری رہنما تھیں۔ ان کی باتیں ہمیں مسحور کر لیتی تھیں۔ اُن کی باتیں سلیس اور واضح ہوتی تھیں اور اُن کی شخصیت اتنی عظیم تھی کہ ہر ایک کو متاثر کر لیتی تھی۔ اسلام پر عمل کرنے کی خواہشمند ہر مومنہ کے لئے وہ ایک بہترین مثال تھیں۔

موجودہ دور کی جاہلیت، خواہ وہ مشرقی بلاک سے تعلق رکھتی ہو یا مغربی، اس نے عورت کو کھلونا بنا رکھا ہے۔ اس جاہلیت کے زیر

اثر عورت نے خود کو ذلیل کر لیا ہے۔ جاہلیت عورت کے صرف جنسی پہلو پر نظر رکھتی ہے۔ جاہلیت عورت کو معاملوں اور دفتروں میں بھی شریک کار بناتی ہے تو اُس میں بھی خبیث اغراض و مقاصد پیش نظر ہوتے ہیں۔ اور یہ کھلی ہوئی گمراہی (ضلال مُبین) ہے

اس کے برعکس ایک تنگ نظری بھی دنیا میں موجود ہے۔ اندھی تقلید کرنے والے لوگ چاہتے ہیں کہ عورت گھر میں محبوس اور قیدی کی طرح رہے، وہ صرف باورچی خانے اور بستر کی زینت بننے کے لئے زندہ رہے، اِس طرح کہ عورت اپنی معاشرتی ذمہ داریاں پوری نہیں کر پاتی۔

لیکن اسلام کا نظریہ درمیانی نظریہ ہے۔ اور بہترین کام وہی ہوتا ہے جو درمیانی ہو۔ ہمارے عظیم اسلام نے عورت کو گھر اور معاشرے دونوں کے لئے زندہ رہنا سکھایا ہے۔ گھر عورت کا آشیانہ ہے۔ وہ گھر کی ملکہ ہے۔ اور معاشرہ عورت کی تربیت گاہ ہے۔ وہ معاشرے سے اپنے حقوق لیتی بھی ہے اور معاشرے کے حقوق ادا بھی کرتی ہے وہ نیکی کی ہدایت کرتی ہے اور برائیوں سے روکتی ہے۔ اس سلسلے میں مرد اور عورت یکساں ہیں خداوند تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

(”مومنین اور مومنات ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں“) (سورۂ توبہ: آیت ۷۱)

کائنات کی عورتوں کی سردار جناب فاطمہ زہراؑ گھر میں قرآن کی تعلیم بھی دیتی تھیں اور میدانِ جنگ میں اپنے والد گرامی خاتم الانبیاءؐ کے ساتھ حاضر بھی ہوتی تھیں آج ہم عورتوں کی ذمہ داری ہے کہ مومن مردوں کے شانہ بشانہ صحیح عقیدے اور شرعی قیادت کا دفاع کریں، اپنے رہبر اور قائد کے پیچھے پیچھے چلیں۔ ہم اپنے قائد کی اس طرح حفاظت کریں جس طرح وہ اسلام کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ایران میں قائم اسلامی جمہوری حکومت کی حمایت کریں۔ ایک مجاہد اور مرجع مجتہد نے وہاں صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قائم کی ہے جس میں کسی قسم کا کوئی انحراف نہیں ہے۔ عراق کے مرجع مجتہد اور عراق میں اسلامی تحریک کے بانی سید باقر الصدرؒ نے بھی اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مسلمان قوم پر یہ بھی احسان کرے کہ ہمارے رہنما امام خمینی کو فتح و کامرانی عطا کرے اور اُن کو اتنی عمر دے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں خود امام زمانہؑ کے ہاتھ میں اُن کے ظہور کے وقت سونپیں۔ اس طرح پوری دنیا میں اسلام ہی اسلام کا نور ہوگا اور جاہلیت کی تاریکیاں غائب ہو جائیں گی۔ اور اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔